Debut of Roti Khati Moortian

Book Title: **Roti Khati Moortian**
Author: **Rubina Faisal**
Genre: **Collection of Author's Columns on Current Affairs**
Language: **Informal Urdu**
Publisher: **Ghamgesaar House Publications, Pakistan**
Reviewed By: **Javed I. Chaudry**

It has been my pleasure to review the book and a privilege to be able to participate in the debut celebration of Rubina Faisal's book, Roti Khati Moortian.

The incongruity or the Contradiction of terms in the title of the book depicts the subject matter portrayed by the essays and the stories it contains. People living under oppression can easily be referred to as the living dead – they are like statues that eat and move around but often with limited awareness of their own rights. Rubina writes about the human miseries, inequities and injustices experienced almost everywhere in the world but with special emphasis on Pakistan.

Roti Khati Moortian is a collection of essays and columns, which have been published in various papers during the last few years. Using an informal language, that is, making use of popular English terminology as well as inserting Punjabi where appropriate, Rubina has articulated her thoughts dealing with socio-economic, cultural and the political issues that exist all over the world, more so, associated with Pakistan and its people. In her articles, Rubina has presented her thoughts, often with deep emotions and occasionally using satire and humor and some times with a touch of sarcasm.

The newspaper columns and articles offer an important contribution to the society by keeping the readers abreast with current affairs and the burning issues of the time. The thoughts and opinions presented in columns or article, not only have an impact on the readers individually, but may also have significant and profound influence on the society collectively. At a minimum, the articles on the current issues prompt a discussion or debate among the readers, an important ingredient for the societal development and a vehicle for deeper understanding of the issues. The columns also serve as important historical notes down the timeline as we look back and reflect upon our past.

I would now like to present a few passages from Rubina's book. The paragraphs that I am going to read to you are selected to show Writer's mood, and emotional disposition in reaction to various day to day events that take place around the world as a result of political discords or social dissonance.

Column Title: میری زمین کیلئے تھا مثال ابر کرم

Theme: Chaos in Pakistan due lack of good governance

ہم نے پہلے آپ کے نقش پا دھندلے کئے پھر آپ کی ذات کو اپنے اندر سے نکال پھینکا آج کل صرف آپ ہمارے کرنسی نوٹوں میں زندہ ہیں مساوات کو جھٹلاتی، جمہوریت کے پرخچے اڑاتی، فیوڈلزم کو فروغ دیتی ہمارے سوسائٹی لاکھوں میں تنخوائیں لیتے ہمارے مشیر وزیر بجی سنوری ہماری اسمبلی کی اراکین (خواتین) ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے ہمارے سیاستدان۔ رشوت سے بنایہ پورا معاشرہ، بے انصافی کا بول بالا، قانون آپ کی دشمن، غریب سے غریب تر ہوتا بزدل انسان، امیر سے امیر تر ہوتا بے غیرت انسان۔ اس جنگل میں کیا آپ جیسا کوئی قائد رُہ سکتا ہے ایک دفعہ آپ نے کہا تھا میری جیب میں کھوٹے سکے ہیں...... سر آج یہی کھوٹے سکے ہیں جن کے رحم وکرم پر ہمارا معاشرہ، ہماری ناؤ کے ٹوٹے چپو ہیں اور ناؤ میں بڑے بڑے چھید ہیں...... ایسی ناؤ کبھی پار لگتی ہے؟ اس ملک پر قرآن کا سایہ ہے آپ جیسے لیڈر کی پرچھایاں ہیں...... شائد نہ ڈوبے شائد بچ جائے (اللہ کرے اللہ کرے)۔ ان کا سایہ ایک تجلی ان کے نقش یا چراغ...... مگر آج اتنی شدت سے احساس ہوتا ہے کہ کاش یہ ملک ایک، صرف ایک لیڈر آپ جیسا پھر پیدا کر دے آپ کے پاؤں کی خاک جہاں پڑی تھی وہاں سے ایک اور آپ جیسا ہمارا نجات دہندہ پیدا کر دے جس کی بدولت ہمارے جھکے سر اٹھیں اور ہم پھر سے جی اٹھیں آپ بھی دوبارہ سے زندہ ہو جائیں تو پھر ہم آپ کی سالگرہ منائیں۔

Column Title: بین بین

Theme: Gender Equality

میرا دماغ بہت الجھ جاتا ہے جب عورت ایک طرف تو مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کی بات کرتی ہے، اپنی دماغی صلاحیتوں کو اس کے نہ صرف برابر بلکہ بسا اوقات زیادہ سمجھتی ہے مگر دوسری طرف وہی آزادی کی بات کرتی عورت اپنے جسم کو پرانے وقتوں کی لونڈیوں کی طرح صرف مرد کو لبھانے والا اور مرد کو تفریح فراہم کرنے والا آلہ سمجھتی ہے۔ عورتوں کے مقابلہ حسن، عورتوں کے جسم کو نہ ڈھانپنے والے کپڑے، عورتوں کے رقص...... کیا یہ سب آدمیوں جتنی آزادی کی بات ہے یا صدیوں پرانے لونڈیوں کے زمانے کی گونج ہے، بازگشت ہے۔ عورت اگر حقیقت میں سمجھتی ہے کہ وہ آزاد ہے اور مرد کے برابر ہے تو مردوں کے مقابلہ حسن تو ہوتے نہیں، مرد اپنے حسن کی آڑ میں پیسہ تو نہیں بناتے، مرد اپنے مرد پن سے ترقیاں اور پروموشنز تو نہیں لیتے۔

Column Title: **Every thing is under control**

Theme: **Informal Expression – Mixture of English and Urdu**

میں نے اپنے بیٹے سے پوچھا، ہوم ورک کرلیا۔۔اس کے چہرے کا رنگ ہلکا سا بدلا پھر بڑے اعتماد سے بولا۔۔۔۔ mama every thing is under control۔۔۔۔ میں نے سوچا کیوں نہ چیک کرلوں۔ یہ جواب غیر معمولی تھا۔ جواب یا ہاں میں ہونا چاہیئے تھا یا نہ میں سو میں نے اس کا ہوم ورک فولڈر چیک کیا تو ایک تباہی کا منظر تھا، ساری شیٹس فولڈر سے باہر تھیں، ایک بڑا mess up تھا۔ میں نے اس سے پوچھا اس سارے گند خانے میں کیا چیز انڈر کنٹرول ہے۔۔۔ تو سپاٹ آنکھوں سے مجھے دیکھتا رہا اور بولا میں سب ہینڈل کرلوں گا۔۔ یہ بات مجھے کیوں یاد آئی؟ جب میں نے پیپلز پارٹی کے راجہ پرویز اشرف، کو ایک ٹاک شو میں کہتے سنا۔۔۔ everything is under control، اور ہماری حکومت کا یہ کنٹرول بھی کچھ ایسا ہی ہے جیسا میرے بیٹے کا اپنے ہوم ورک فولڈر پر تھا اور پھر ہمارے جیسے سیدھی سیدھی بات کرنے والے لوگ یا ہاں میں یا نہ میں جواب سننا چاہتے ہیں اور ہمیں سنائی دیتا ہے سب کچھ کنٹرول میں ہے۔ اور جب ہم تحقیقی نظروں سے کھوجتے ہیں کہ اگر سب کنٹرول میں ہے تو میرے ملک کی فضاؤں میں بارود اور آگ کیوں بھری ہوئی ہے۔

Column Title: سوہنی دھرتی اللہ رکھے!

Theme: **Democracy**

جمہوریت کے نام پر لیا گیا ملک اتنا غیر جمہوری کیسے ہو گیا کہ اسکی سیاسی پارٹیوں کے لیڈر، پارٹیوں کی حکمرانی کسی موروثی بیماری کی طرح، اپنے بچوں میں منتقل کر جاتے ہیں اور پھر وہ ایسی جمہوریت ملک میں لاتے ہیں کہ غلامی کے ان دنوں سے ذرا برابر بھی فرق نہیں محسوس ہوتا۔ تو ہمارے آزاد ملک میں جمہوریت بھی ایسے آتی ہے جیسے غلاموں کے اوپر سرکار آتی ہے۔۔ آزادی کا کارکن جب یہ سوال پوچھتا ہے تو دل کرتا ہے کہیں سے کوئی بچپن لوٹا دے، معصومیت واپس کر دے اور ہم آزادی کے کارکن کو جواب دینے کی زحمت سے بچ جائیں۔ بازار جائیں، جشن آزادی مبارک کی جھنڈیاں خریدیں، قومی اور ملی نغمے سنیں اور دل میں جوش محسوس کریں۔۔ مگر افسوس ہم آزادی کے کارکن کے آگے شرمندہ ہیں، ہماری آگاہی ہمیں نیزے پر کھڑا کر دیتی ہے اور ہمارا سر جھک کر ہمارے ٹخنوں پر جا لگتا ہے۔۔ اور ہمیں سوہنی دھرتی کا سوہنا پن نظر نہیں آتا۔ بدصورتی بہت گہری ہو چکی ہے اور کیا اللہ اسے رکھے گا؟

Column Title: خود سے شرمندہ اور دوسروں پر ناز

Theme: **Inferiority Complex**

انڈیا کا ایک شو ہے کے فار کشور جس میں سب مقابلے میں حصہ لینے والے کشور کے گانے گاتے، اس کے حصائل وغیرہ بیان کرتے ہیں۔ اس طریقے سے وہ لوگ اس کوشش میں ہیں کہ کشور سے بڑا گلوکار کوئی نہیں، ہمارا ایک نوجوان وہاں حصہ لینے پہنچا تو کہنے لگا کاش میرا نام (میں بھول رہی ہوں) فرض کرتے ہیں ظفر علی کی بجائے ظفر کشور ہوتا۔ وہاں بیٹھے ججز میں سے ایک (کشور کے بیٹے) نے اسے ٹوکا اور کہا جس دھرتی سے تم آئے ہو وہاں ایسے ایسے نام ہیں جنہیں کشور دا بھی پوجتے تھے اور ان میں سے ایک غلام علی ہیں۔ تم اپنے نام کے ساتھ علی پر ہی فخر کرو مگر ہمارے نوجوانوں کو ایسا سکھایا نہیں گیا شاید اس لڑکے کو تو یہ بات سمجھ ہی نہ آئی ہو۔

ہم جس ماحول میں بڑے ہوئے ہیں اس میں ہم صرف اپنے پر شرمندہ ہوتے ہیں، اپنے سیاست دانوں پر، اپنے سٹیج ڈراموں پر، اپنے کھلاڑیوں پر، اپنے سنگرز پر، اپنے اداکاروں پر۔ ہماری نسل کو آمریت اور گھٹن کھا گئی۔ جوانی کے وہ سال جب ٹیلنٹ پنپتے ہیں، جب کونپلیں پھول بنتی ہیں، ہماری نسل کے وہ سارے سال جنرل ضیاء الحق کھا گیا،ا

Column Title: یہ ہمارے اندر کی بو ہے

Theme: Prejudice – Racial, Religious, Ethnic

آسٹریلیا میں اگر گورے عیسائی کو ہندوؤ سے بو آتی ہے تو ہندوستان میں ہندوؤ کو مسلمان سے اور عیسائی سے آتی ہے، پاکستان میں مسلمان کو عیسائی سے اور ہندوؤ سے آتی ہے، اور پھر غضب اس وقت ٹوٹتا ہے جب سعودی عرب میں مسلمان کو مسلمان سے آتی ہے۔۔اور یہ بو نہ جانے کیوں آتی ہے؟ مذہب کی وجہ سے؟ فرقے کی وجہ سے؟ عقیدے کی وجہ سے؟ رنگ کی وجہ سے اور یا پھر یا پھر۔۔۔غربت کی وجہ سے۔۔جب اوپر والی سیڑھی پر بیٹھے انسان کو یوں محسوس ہوتا ہو کہ نیچے والی سیڑھی پر بیٹھا۔۔جانور نما انسان۔اس کے ٹکڑوں پر پل رہا ہے یا اس کے حصے کا کھانا کھا رہا ہے، یا اس کے حصے کے ذرائع پر اس کا حق بھی بنتا جا رہا ہے اور یا اس کی بیٹھنے کی جگہ پر وہ بھی گھس گھس کر بیٹھنے کی کوشش کر رہا ہے تو۔۔حسد، کم ظرفی اور احساس برتری کے مارے انسان کے آگے تعصب کی شدید دھند چھا جاتی ہے۔۔اور اسے سوائے اپنے آپ کے دوسرا کوئی چہرہ نظر نہیں آتا۔

Column Title: غدار تو نوازے جاتے ہیں

Theme: On the Quislings, the Sellouts

سر کا خطاب انہیں دیا جاتا ہے جو کراؤن، ہیڈ آف سٹیٹ کی نظر میں معتبر ہیں،۔۔۔ اور برصغیر کی اس وقت کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں۔۔معتبر کون ہوتا ہے، میر جعفر، جیسے کرداروں سے ہمارے تاریخ زرد ہوئی پڑی ہے آج تک بیماری ہے آج تک ہل نہیں پائی اور نئے نئے غدار اس کو مستقبل میں بھی ملنے جو گا نہیں چھوڑنے والے۔۔پوری پوری بستیوں کے وہ مالک جو صاحب بہادر کو اپنے لوگوں کی وفاداریوں کا بھرپور یقین دلاتے ہیں مسندِ شاہی میں اعلیٰ مقام پاتے تھے۔۔ آج تک یہی ہو رہا ہے، انڈیا، پاکستان، کینیڈا، امریکہ، انگلینڈ جہاں جہاں ہمارے لوگ ہیں، ان میں سے اکثریت ایسی ہے جو سر کا خطاب تو بہت دور کی بات ہے، کسی بھی گورے امیدوار سے صرف ہنس کر دیکھ لینے اور اس کے ساتھ تصویر کھچوانے کیلئے ان سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اپنی کمیونٹی کے سب ووٹ آپ کو دلوائیں گے اور اس کے بدلے اگر اپنا کوئی مسلمان، پاکستانی بھائی کھڑا ہو تو اس کو دل و جان سے ہروانے میں مدد کرتے ہیں۔۔۔تو رشدی نے تو سر کا خطاب پا کر اپنی غداریاں . (جن کو آزادی اظہار) کا نام دیا گیا ہے freedom of expression ہے۔۔تو کیا یہ آزادی بہانہ ہے اس کو یہ ایوارڈ دینے کا۔۔ہمارا تو اس سے کچھ نہیں جاتا ہے اور جانا بھی نہیں چاہیے۔